خلیج کی جنگ مسلمانوں سے بدلے لینے کی پرانی خواہش کا نتیجہ ہے

اس جنگ میں ایک ہزار ارب ڈالر خرچ ہوئے جبکہ صرف ڈیڑھ ارب ڈالر سے فاقہ زدہ افریقہ روٹی کھا سکتا ہے

امریکہ نے عراق کو یقین دلایا کہ اگر کویت پر اس نے قبضہ کر لیا تو امریکہ اسے محض عربوں کا اندرونی معاملہ سمجھے گا

روزنامہ
الفضل
ربوہ
خطبہ نمبر ۱۳
فون ۲۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۷۶/۴۱ | منگل ۱۷ شعبان ۱۴۱۱ھ ۔ ۵ امان ۱۳۷۰ ہش ۔ ۵ مارچ ۱۹۹۱ء | نمبر ۵۳

اس جنگ کا ایک مقصد اسرائیل کو عراق جیسے طاقتور مسلمان ملک سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دینا ہے

خلیج کی جنگ کے پس منظر و پیش منظر کے بارے میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی بصیرت افروز تصریحات

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۱۵۔ تبلیغ ۱۳۷۰ ہش (۱۵۔ فروری ۱۹۹۱ء) بمقام بیت الفضل لندن

دو امور کی اصلاح

"پیشتر اس سے کہ خطبے کا اصل مضمون شروع کروں ایک دو امور میں اصلاح کرنی چاہتا ہوں۔ بعض دفعہ بہت دیر سے پڑھی ہوئی کتب کا مضمون تو ذہن میں یاد رہتا ہے۔ لیکن اس کے سن اشاعت وغیرہ اور اس قسم کے ناموں کی تفاصیل میں بعض دفعہ غلطیاں لگ جاتی ہیں تو خطبے کے بعد بعض دفعہ باہر سے کچھ احمدی دوست تصحیح کروا دیتے ہیں اور بعض دفعہ مجھے خود خطبے کے بعد یاد آنا شروع ہو جاتا ہے کہ غالباً یہ بات نہیں تھی، یہ تھی۔ اس پہلو سے دو باتوں میں تصحیح کرنی ضروری ہے ایک تو بہت ہی اہم ہے کیونکہ حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدائی خبر) کے سال سے تعلق رکھتی ہے۔ میں نے یہ بیان کیا تھا کہ (حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کو ۱۹۰۵ء میں یہ (خدائی خبر ملی) کہ:-

"فری میسن مسلّط نہیں کئے جائینگے"

لیکن یہ ۱۹۰۱ء (کی خدائی خبر) ہے اور ۱۹۰۵ء میں میں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ انگریزی میں پہلی مرتبہ یہ ROTOCOLS OF THE ELDERS OF ZION کتاب شائع ہوئی۔ جس میں فری میسن کے تسلّط کا ایک منصوبہ ہے یا فری میسن اس یہود کے تسلط کے منصوبے میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں تو وہ ۱۹۰۵ء میں رشین زبان میں باقاعدہ کتاب کی صورت میں شائع ہوئی تھی۔ ابھی انگریزی میں شائع نہیں ہوئی تھی۔ تو اس سے اور بھی زیادہ حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ملنے والی اس خدائی خبر) کو عظمت ملتی ہے اور عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ کہ ابھی یہ کتاب روسی زبان میں آئی تھی اور روس سے باہر کی دنیا کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ یہ منصوبہ کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے اس سے چار سال پہلے ۱۹۰۱ء میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو خبر بتا دی کہ دنیا میں یہود کے تسلّط کا کوئی منصوبہ ہے جس میں فری میسن نے اہم کردار ادا کرنا ہے اور میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تم پر اور تمہاری جماعت پر فری میسن مسلّط نہیں کئے جائیں گے۔

ایک اور غلطی اس میں تھی جو مجھے کسی نے توجہ تو نہیں دلائی نہ وقت ملا ہے کہ پورا وقت تحقیق کر سکوں لیکن مجھے یہ غالب گمان خطبے کے بعد گذرا کہ وہ غلط کہہ گیا ہوں۔ ایک بیان میں نے ڈزرائیلی کیطرف منسوب کیا تھا۔ خطبے کے بعد مجھے خیال آیا کہ وہ تو انیسویں صدی کے غالباً تیسرے حصے میں پہلے یہودی وزیر اعظم ہیں جو انگلستان میں وزیر اعظم کے منصب تک پہنچے تھے تو اُن کا وہ بیان ہو نہیں سکتا کیونکہ یہ بیان دینے والا بیسویں صدی کے کسی حصے میں بیان دے رہا ہوگا۔ کیونکہ بیان دینے والا یہ کہتا ہے کہ یہود کہتے ہیں۔ اس کتاب سے ہمارا کوئی تعلق نہیں لیکن کتاب میں جو منصوبہ بیان ہوا ہے وہ منصوبہ اسی طرح کھلتا چلا جا رہا ہے جیسا کہ کتاب میں بیان کیا گیا ہے تو اس لئے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ کتاب منصوبہ بنانے والوں کی نہ ہو۔ اور چونکہ وہ منصوبہ یہود کی مرضی کے مطابق بن رہا ہے۔ اس لئے لازماً وہی ہوگا تو مجھے یاد پڑتا ہے کہ اگر وہ نہیں تھے تو غالباً ہنری فورڈ امریکہ کے پریذیڈنٹ بھی رہے ہیں اور فورڈ کمپنی کے وہ بانی مبانی ہیں اور اُن کی ساری دولت رفاہِ عامہ کے کاموں وغیرہ پہ خرچ ہوئی اور ان کی زندگی کا ایک بڑا حصہ یہودی دجل اور یہودی سازشوں کو بے نقاب کرنے پہ گذرا۔ اور غالباً ایک فاؤنڈیشن بھی انہوں نے اس غرض سے قائم کی تھی۔ بہرحال یہ ایک ضمنی بات ہے۔ اصل تبصرہ وہی تھا جو میں نے بیان کیا ہے اور آج اُس کے بھی بہت مدت کے بعد (یعنی یہ بیان غالباً ۱۹۰۰ء کے پہلے دو دہاکوں میں دیا گیا تھا بیس کے قریب) اس کے بعد آج قریباً ستّر سال گذر چکے ہیں اور وہ منصوبہ بالکل اُسی طرح جیسا کہ بیان کیا گیا تھا با تحریر میں موجود ہے کھلتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چلا جا رہا ہے۔

اب جنگ کا جہاں تک تعلق ہے میں یہ بیان کر رہا تھا کہ اس جنگ کے پس منظر میں کیا کیا باتیں ہیں۔ کیوں ہو رہی ہے اور جب تک ہم اس کو تفصیل سے نہیں سمجھیں گے اس وقت تک فی الحقیقت نئی دنیا کا نقشہ بنانے کے اہل نہیں بن سکتے۔

ابھی تازہ صورت یہ ہے کہ امن کے قیام کی کوششیں یکدم تیز کر دی گئی ہیں اور اُن سے امریکہ کے دو مفادات وابستہ ہیں۔ جسطرح پہلے فضائی حملے کی مہم سے پہلے انہوں نے دنیا پر یہ اثر ڈالا کہ ہم تو بڑی معقول تجویز صدام حسین کے سامنے بار بار پیش کرتے ہیں۔ امن کے خواہاں ہیں، جنگ کے خواہاں نہیں لیکن دیکھو یہ ردّ کرتا چلا جا رہا ہے۔

اسی طرح دوسرے مرحلے میں جنگ داخل ہونے والی ہے۔ جو بعض لحاظ سے اتحادیوں کیلئے بہت ہی خطرناک ہے۔ کیونکہ اگرچہ جسطرح کہ ان کو غیر معمولی مادی غلبہ حاصل ہے یہ عراق کا زیادہ نقصان کر سکتے ہیں مگر ان کا جانی نقصان بہت زیادہ ہوگا۔ پس اس مرحلے پر انہوں نے بعینہٖ اُسی مہم کا دوبارہ آغاز کیا جس سے دو فوائد حاصل کرنے تھے۔

اوّل یہ ہے کہ اگر اس مرحلے پر صدام حسین اپنے نقصانات کا جائزہ لیتے ہوئے خوف کھا جائیں اور عراق کی رائے عامہ ان کے خلاف اٹھ کھڑی ہو اور وہ کہیں کہ کافی ہلاکت ہو گئی ہے۔ بس کرو۔ اب مان جاؤ۔ اتنی سی بات ہے کہ کویت خالی کرنا ہے۔ تو اس سے جو عراق کی طاقت کو پارہ پارہ کرنیوالا مقصد تھا وہ بھی حل ہو چکا اور کویت بھی خالی کروا لیا گیا اور وہ امریکن جانیں بھی بچا لی گئیں جن کا سب سے زیادہ ان کو خطرہ ہے، اور اس مرحلے پر بار بار بغداد کی طرف پیغامبر بھجوائے گئے خواہ وہ پاکستان کے پیغامبر تھے اور بغداد کی طرف پیغام دینے کے لئے دوسرے ممالک کیطرف پیغامبر بھجوائے گئے جن کا مقصد یہ تھا کہ مسئلے کو صرف اس شکل میں پیش کریں کہ کویت خالی کرنے کی بات ہے ساری جنگ ختم ہو جائے گی اور سارا جھگڑا طے ہو جائے گا۔ اس لئے اتنی سی بات کے اوپر ضد نہ کرو کافی نقصان اٹھا بیٹھے ہو۔

عراق کا اصل مؤقف

لیکن اصل واقعہ یہ نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ خطبے میں بیان کیا تھا یہ بالکل ایک جھوٹ اور دجل ہے۔ صدام حسین نے کبھی بھی کویت خالی کرنے سے انکار نہیں کیا۔ صدام حسین ہمیشہ یہ موقف لیتے رہے ہیں کہ کویت پر میرا حملہ جارحانہ ہے لیکن اسی قسم کے جارحانہ حملے پہلے اسرائیل کی طرف سے مسلمان ممالک پر ہو چکے ہیں اور اُن کا قبضہ موجود ہے۔ اسی طرح باوجود اس کے کہ یونائٹیڈ نیشنز اور سیکورٹی کونسلز نے بار بار ریزولیوشنز کے ذریعے اسرائیل کا قبضہ ناجائز قرار دیا ہے تو اگر تم واقعی صلح چاہتے ہو تو اس بات پر گفت و شنید ہونی چاہیے صرف کویت کا مسئلہ نہیں ہے دونوں کو اکٹھا دیکھو تاکہ کویت بھی خالی ہو اور دوسرے مقبوضہ علاقے بھی خالی ہوں اور یہ مسئلہ جو بڑی دیر سے ایک ظلم کا موجب بنا ہوا ہے یہ ایک طرف سے کٹے۔

اس کو امریکہ اس شدت سے رد کرتا رہا ہے کہ جتنے بھی پیغامبر عراق کی طرف جاتے رہے۔ یا دوسرے ممالک کی طرف تاکہ وہ عراق پر زور ڈالیں، ان کو یہ سختی سے ہدایت رہی ہے یہاں تک کہ یونائٹیڈ نیشنز کے سیکرٹری جنرل کوئیار کو بھی یہی ہدایت تھی کہ تم نے گفت و شنید نہیں کرنی اس مسئلے پر۔ ان دونوں مسائل کو یعنی فلسطین کے مسئلے کو اور کویت کے مسئلے کو اکٹھا ایک میز پر زیرِ بحث ہی نہیں لانا۔ کیونکہ اگر وہ زیرِ بحث آئیں تو اس سے امریکہ کا دجل کھل جاتا ہے اور وہ عرب مسلمان ممالک جو اس وقت امریکہ کے ساتھ ہیں ان کے لئے بڑی سخت نفسیاتی مشکل پیدا ہو جاتی ہے۔ امریکہ انکار کر رہا ہے کہ نہیں وہ خالی نہیں کرے گا۔ اور تم خالی کرو یہ ایک ایسی کھلی کھلی دھاندلی اور زیادتی ہے کہ مسلمان حکومتوں کے لئے بڑا مشکل بن جاتا ہے کہ پھر وہ اپنے ساتھ کو قائم رکھیں۔ یہ الگ بات ہے کہ جس وجہ سے وہ ساتھ ہے وہ وجہ ابھی رہے گی لیکن اسکی بعد میں بات کروں گا۔

آج جو تازہ خبر آئی ہے صدر صدام حسین نے جسطرح پہلے عقل اور حکمتِ عملی میں بار بار ان کو مات دی ہے ایک اور مات دے دی ہے۔ اور وہ اسطرح کہ سیکورٹی کونسل کا اجلاس طلب کروانے میں اُس نے روس سے مدد مانگی اور دوسرے بعض ملکوں سے چنانچہ یہ وہ مان گئے چنانچہ جو مسئلہ وہ میز پر لانا نہیں چاہتے تھے اب وہ سیکورٹی کونسل کی میز پر آگیا ہے اور صدام حسین نے کہا ہے کہ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ ہم کویت خالی کرنے کے لئے تیار ہیں سیکورٹی کونسل ان سب مسائل کو اکٹھا دیکھے اور پہلے یہ سمجھائے ہمیں کہ ریزولیوشن ۲۴۲ پر کیوں عمل نہیں ہو رہا۔ جو سیکورٹی کونسل کا ریزولیوشن ہے۔ جس میں کلیتہً سارا الزام، سارا اتہام یہود پر ہے اور یہ جرم ثابت کیا گیا ہے کہ انہوں نے جارحانہ جنگ کی تھی اور ازراہِ ستم وہ علاقے ہتھیائے ہیں، تو اس مرحلے پر اس وقت جنگ داخل ہوئی ہے۔

جہاں تک ذمہ داریوں کی تعیین کا تعلق ہے ہم کسی ایک پارٹی کو ذمہ دار قرار نہیں دے سکتے۔ یہ مضمون چونکہ کافی لمبا ہے مجھے ابھی اور وقت لگے گا اس کو سمجھانے میں لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ یہ جنگ تو اللہ بہتر جانتا ہے کب کس حالت میں ختم ہو لیکن جنگ کے ساتھ مسائل ختم نہیں ہونگے، مسائل بڑھیں گے اور اس جنگ کے نتیجے میں پہلی بات جو ظاہر ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ (اور زمین جو اس کے اندر ہے اگل دے گی) کا مضمون دکھائی دے رہا ہے کہ نہ صرف مشرقِ وسطی سے تعلق رکھنے والے مسائل زمین نے اُگل دیئے ہیں بلکہ ساری دنیا میں جو ملتے جلتے مسائل ہیں وہ ظاہر ہو رہے ہیں اور دنیا کی نظر کے سامنے آ رہے ہیں۔ نئی دنیا کا نقشہ کیا ہوگا اس میں بڑی چھوٹی قوموں کے تعلقات کیا ہوں گے۔ یونائٹیڈ نیشنز کو کیا کردار ادا کرنا ہوگا۔ وہ یہ کردار ادا کر بھی سکتی ہے کہ نہیں یہ سارے مسائل اور بھی اس سے متعلق مسائل دنیا کے سامنے آ رہے ہیں۔ تیل کی دولت پر کس کا تسلط ہے۔ کس طرح اس کا استعمال ہونا چاہیئے۔ تو چاہے جنگ ہو یا نہ ہو، ختم ہو یا جاری رہے میرا مضمون بہر حال جاری رہے گا۔ کیونکہ اس کا تعلق لمبے عالمی مسائل سے ہے۔

جہاں تک جنگ کی ذمہ داری کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں صدام حسین صاحب پر لازماً یہ ذمہ داری ضروری ہے۔ کہ انہوں نے کویت پر حملہ کیا اور اس حملے میں بہت جلدی کی اور اُس کے نتیجے میں اپنی ساکھ کو بھی اور عراق کی ساکھ کو بھی نقصان پہنچایا۔ اور سب سے بڑا نقصان یہ کہ دشمن کے جال میں پھنسے۔ کیونکہ اب جبکہ اس مسئلے پر بحثیں اٹھ رہی ہیں کہ کون ذمہ دار ہے تو بعض امریکہ کے صاحبِ علم، دانش ور، اونچے طبقے سے تعلق رکھنے والے صاحبِ علم لوگوں نے یہ کھل کر اعتراف کیا ہے کہ سب سے بڑی ذمہ داری امریکہ پر عائد ہوتی ہے۔ پس امریکہ نے جو شرارت کی یہ اُس شرارت میں پھنس گئے یہ ایک بہت بڑا جرم ہے اس لحاظ سے یہ بھی ذمہ دار ہیں۔

امریکہ کی ذمہ داری

امریکہ کے کردار کا جہاں تک تعلق ہے۔ اس ضمن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جیمس ایکنز[1] کا بیان ہے وہ لکھتے ہیں کہ:-

جو موجودہ امریکی سفیر ہیں ایک خاتون ہیں اپریل گلاسپی (APRIL GLASPIE) نام ہے اُن کا۔

"مجھے کامل یقین ہے کہ امریکہ نے گلاسپی کے ذریعے صدام حسین کو کویت پر حملے کرنے کے لئے انگیخت کیا اور یقین دلایا کہ یہ تمہارا اندرونی معاملہ ہوگا ہم اس میں دخل نہیں دیں گے۔"[2]

جنرل مائیکل ڈوگن (GEN. MICHAEL DUGAN) کا بیان ہے —

یہ جنرل مائیکل ڈوگن ان کے چیف آف ائیر سٹاف تھے جن کو فارغ کر دیا گیا ہے اور کس جرم میں فارغ کر دیا گیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے بعض جرنلسٹس سے سوال •

[1] عراق میں امریکہ کے سفیر

[2] حاشیہ صفحہ ۳ کے نیچے دیکھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب کے دوران اُن کو بتایا کہ امریکہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ "صدر صدام حسین اور اُن کے ساتھی، اُن کے خاندان اور اُن کے ساتھیوں سب کے سر قلم کئے جائیں اور ان پر حملہ کر کے اس قصّے کو، اس قضیّے کو نمٹایا جائے اور ائیر فورس اس مقصد کے لئے تیار ہے۔ اور ساتھ یہ بھی بیان دے دیا کہ یہ تجویز اسرائیل کی طرف سے آئی تھی"۔ حاشیہ ۳

اب اتنے بڑے عہدیدار جو چیف آف ائیر سٹاف ہیں اُن کا یہ بیان ایک معنے رکھتا ہے، کسی غیر متعلق مبصّر کا بیان نہیں ہے کہ دراصل صدر صدام حسین پر قاتلانہ حملہ کروانے کا منصوبہ تھا اور ان کے خاندان پر اور دوسرے بڑے لوگوں پر۔ اور اس ذریعے سے وہ مسئلہ حل کرنا چاہتے تھے۔

اس کے متعلق امریکہ نے بہت سخت ردّ عمل دکھایا لیکن کوئی جواز ان کے پاس نہیں ہے اس بیان کے خلاف۔ واقعہ یہ ہے کہ اس سے پہلے صدر قذافی پر ایسا ہی حملہ کروا چکے تھے اور سب دنیا جانتی ہے۔ امریکی قانون صدر کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ کسی غیر ملک میں قتل کروائے اگرچہ قتل کرواتے رہتے ہیں اور اس کا نام انہوں نے کورٹ آپریشنز (COVERT OPERATIONS) رکھا ہوا ہے یعنی مخفی کارروائیاں۔ مگر جب مخفی کارروائی ظاہر ہو جائے تو یہ ایک بہت بڑا جُرم بن جاتا ہے اس لئے یہاں یہ جُرم بن چکا ہے اور امریکہ لازماً اس میں سب سے بڑا ذمہ دار ہے۔

تیسری بات اقوامِ متحدہ کے نام پر یہ کارروائی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بہت سے ملک خرید لئے گئے ہیں، بہت سے ملکوں پر سیاسی دباؤ ڈالا گیا ہے، بہت سے ممالک کو آئندہ کی لالچیں دی گئی ہیں۔ اور ہے یہ سارا امریکن کھیل۔ اس بارہ میں صدر صدام ہمیشہ سے یہی کہتے رہے ہیں کہ اس کا نام یونائیٹڈ نیشنز رکھنا تمسخر ہے یونائیٹڈ نیشنز کے ساتھ۔ عملاً اقوامِ متحدہ نہیں ہے بلکہ امریکہ ہے۔

لیکن حال ہی میں جو واقعہ ہوا ہے وہ یہ کہ یونائیٹڈ نیشنز کے سیکرٹری جنرل جب گفت و شنید کے لئے صدام حسین کے پاس گئے تو انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ یہ تو ساری کارروائی دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے امریکن کارروائی ہے۔ اس کا نام یونائیٹڈ نیشنز رکھنا ہی غلط ہے تو ڈی کوئیار نے کہا کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے مَیں آپ سے سو فیصد متفق ہوں بالکل یہی ہوا ہے۔ لیکن جہاں تک رسمی پوزیشن لینے کا تعلق ہے مَیں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ مَیں اس کا اقرار کر سکوں۔ اس بیان کو امریکہ نے چھپانے کی کوشش کی ہے کیونکہ جب انہوں نے واپس جا کے رپورٹ پیش کی تو اس رپورٹ میں یہ اور ایسی اور باتیں، بعض اعترافات شامل تھے۔ لیکن صدر صدام حسین نے اس کو PUBLICIZE کر دیا ہے، کھول دیا ہے اور انگلستان کے بعض اخباروں میں چھپ چکی ہے جو مَیں نے پڑھی ہے۔ ۱؎

تو اوّل ذمہ داری اس جنگ کی امریکہ پر عائد ہوتی ہے اگرچہ صدام کو استعمال کیا گیا ہے اور صدام کی جہاں تک ذمہ داری ہے اُس میں بعض ایسی وجوہات ہیں جن کے پیشِ نظر ہم اُسے کسی حد تک مجبور بھی قرار دے سکتے ہیں۔ اتحادیوں کی ذمہ داری ظاہر ہے اور ظلم کی بات یہ ہے کہ اتحادیوں نے اپنے مقاصد کی خاطر یہ کام کیا ہے۔ اور تمام اتحادیوں کے کچھ ذاتی مقاصد اور منفعتیں تھیں جو اس کے ساتھ وابستہ تھیں۔

اسرائیل کی ذمہ داری

اسرائیل کی ذمہ داری یہ ہے کہ سارا منصوبہ اسرائیل کا ہے جیسا کہ مَیں پہلے اشارہ کر چکا ہوں اور اسرائیل کی اس سے بڑی چال دنیا میں ہو ہی نہیں سکتی تھی کہ ایک بڑھتی ہوئی مسلمان طاقت کو جو اُس کے لئے حقیقی خطرہ بن سکتی تھی لڑائی کے دوران، اس طرح برباد کرا دے کہ روپیہ یا مسلمان حکومتوں کا استعمال ہو یا بعض اور اتحادیوں کا۔ اور سپاہی امریکنوں اور انگریزوں کے اور عربوں کے استعمال ہوں اور مقصد اسرائیل کا حاصل ہو اور ضمناً اس کو کچھ اور علاقوں پر قبضہ کرنے کے لئے بہانہ بھی مل جائے اور بلین ڈالر منافع کے بھی ہاتھ آ جائیں اور یہ حق بھی رہے کہ جب چاہوں کہیں مرے سٹے (اگر خدانخواستہ عراق کا یہ حال ہو جائے تو) مرے سٹے، عراق پر اپنی مزید انتقامی کارروائی پوری کروں تو سب سے بڑا جُرم کا فائدہ اسرائیل کو پہنچا ہے اور سب سے زیادہ اس میں وہ ذمہ دار قرار پاتا ہے۔

یونائیٹڈ نیشنز بھی ذمہ دار ہے۔ جب پاکستان میں اسمبلیوں میں ممبران کی خرید و فروخت شروع ہوئی تھی تو اس وقت یہ اصطلاح سامنے آئی تھی کہ ہارس ٹریڈنگ ہو رہی ہے۔ ہارس ٹریڈنگ تو تھی لیکن یہ نہیں پتہ لگتا تھا کہ یہ ہارس ٹریڈنگ کا نکتہ یعنی ممبرانِ اسمبلی کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے خریدنا، کہاں سے آیا ہے؟ اس کا نقطۂ آغاز کیا ہے؟ کہاں سے یہ خیال آیا؟ اب پتہ چلا ہے کہ یہ امریکہ کا ہی خیال ہے کیونکہ یونائیٹڈ نیشنز میں ووٹ خریدتے ہیں انہوں نے بڑی کھلی کھلی ہارس ٹریڈنگ کی ہے اس لئے یونائیٹڈ نیشنز اگر ایسا ادارہ بن چکا ہے جسے دولتمند قومیں اپنی دولت کے بل بوتے پر خرید سکیں تو نہ صرف یہ ایک بہت بڑا بھیانک جُرم ہے بلکہ ایک خودکشی ہے اور اس ادارے کا اعتماد ہمیشہ کے لئے اُٹھ جاتا ہے۔

برطانیہ کا کردار

اس کے علاوہ کچھ تاریخی پس منظر ہیں ان کو آپ کو ضرور پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔

حکومتِ برطانیہ کا کردار اور یہودی سازش جو اسرائیل کے قیام کے لئے کی گئی تھی اس کی تفاصیل میں دوبارہ جانے کی ضرورت نہیں۔ ڈاکٹر تھیوڈور ہرزل (DR. THEODOR HERZL) نے ۱۸۹۷ء میں یہ منصوبہ بنایا تھا اور اس منصوبے کے تحت بہت سے یہود سائنسدان اور دانشوروں کو مغربی طاقتوں میں نفوذ پیدا کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ اُن میں ایک کیمسٹ تھے جن کا نام وِیز مَن ہے وائزمین بھی میں نے شاید پڑھا تھا لیکن مَیں نے چیک کیا ہے، تلفظ جرمن ہے وِڈزمَن (WEIZMANN)۔ یہ کیمسٹری کے بہت بڑے ماہر تھے پولینڈ کے باشندے ہیں جرمنی میں تعلیم حاصل کی اور انگلستان پچھلی جنگِ عظیم سے پہلے آ گئے اور یہاں کسی یونیورسٹی میں پروفیسر ہوئے۔ اور باقاعدہ انہوں نے صاحب اثر لوگوں سے رابطے کئے اور سب سے زیادہ ان کا اثر بیلفور (BALFOUR) (اس کا انگریزی میں صحیح تلفظ بھی بیلفور ہے، مَیں پہلے متردد تھا اب مَیں آپ کو بتا رہا ہوں تو مسٹر بیلفور) جو جارج کی حکومت میں ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸ اس زمانے میں فارن منسٹر رہے ہیں اُن پر انہوں نے سب سے زیادہ نفوذ کیا۔ اور سب سے زیادہ سخت جدوجہد اسرائیل کے قیام کے لئے مسٹر بیلفور نے کی ہے۔ پس برطانیہ بھی اس مسئلے میں اس موجودہ جنگ میں باقاعدہ ایک ذمہ دار قوم کے طور پر شمار ہو گا۔ کیونکہ یہ مسئلہ فی ذاتہٖ بالکل ناجائز اور کچھ مسئلہ بننے کا حق ہی نہیں

۱؎ اخبار گارڈین ۱۲-۲-۹۱

حاشیہ ۳

Defence Secretary Richard B. Cheney dismissed Air Force Chief of Staff Gen. Michael J. Duga last week for showing "lack of judgement" in discussing contingency plans for war against Iraq, including targeting Saddam Hussein and his family and the decapitation of the Iraqi leadership
(Aviation Week & Space Technology/24 -9-90)

اس کے علاوہ TIME کا حوالہ خطبہ کے آخر میں ملاحظہ کریں۔

حاشیہ ۲ — بقیہ حاشیہ صفحہ ۲ سے آگے

An anonymous defence consultant, using the pasudonym of Miles Ignotus ('uknown soldiers), write an article in Harpar's to this affect. Ignotus even developed a plan to send US forces to Saudi Arabia in numbers close to those of early August, less than one week after the invation of Kuwait. James Akin's former US ambassador to Iraq, has gone further. He believes the US 'suckarad' Saddam Hussein into the invasion by instructing the present US Ambassador, April Glaspie, to give him the go-ahead. A week before the invasion, Glaspie assuered Saddam that the US would have 'no position' on such an act and treat it purely as an Arab to Arab affair.
(Canadian Ecumenical News, Jan/Feb. 1991)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھتا ۔ کسی کے ملک میں جا کر کسی اور قوم کو وہاں ٹھونس دو اور ان کی مرضی کے خلاف اور پھر خود اپنے مینڈیٹس (MANDATES) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے، اپنے معاہدوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے، ظلم پر ظلم کرتے چلے جاؤ۔ اس کے لئے تو کوئی جواز کسی قسم کا نہیں ہے ۔ چونکہ سب سے بڑا کردار انگریزی قوم نے اُس میں دکھایا اس لئے انگریزی قوم ہمیشہ اِس ذمّہ داری میں شریک رہے گی لیکن ضمناً مَیں آپ کو یہ بتا دیتا ہوں کہ انگریزی قوم ساری کی ساری شروع میں اس کارروائی میں شریک نہیں تھی ۔ (یہ جو پیچھے مَیں نے حوالے، اقتباسات وغیرہ کا ذکر کیا ہے اُن کے اصل حوالے لکھے ہوئے میرے پاس سب موجود ہیں، یہ مَیں اس لئے پڑھ کر نہیں سُنا رہا تھا کہ وقت بچے، لیکن جب خطبہ چھپے گا تو اس میں .... (اللہ نے چاہا تو) یہ ساتھ دے دوں گا حوالے یا کیسٹ کے ساتھ بھی یہ بعد میں کسی اور کی طرف سے بیان کئے جا سکتے ہیں) ۔

تو وہ جو انگلستان میں ۱۹۱۷ء سے لے کر ۱۸ ، ۱۹ ، ۲۰ تک کی جدّوجہد ہے، اس جدّوجہد کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں نے بھی بہت بڑی غفلت کا ثبوت دیا ہے جبکہ یہود ہر طرف سازشوں کا جال پھیلا رہے تھے ۔ صاحب اثر لوگوں پر اثر انداز ہو رہے تھے ۔ مسلمان اس مسئلے سے غافل تھے چنانچہ لارڈ کرزن جو بیلفور کے بعد وزیرِ خارجہ بنے جنہوں نے مسلمانوں کی حمایت کی ہے بڑے زور کے ساتھ ، انہوں نے بہت ہی حیرت انگیز باتوں کا انکشاف کیا ہے کہ کچھ سمجھ نہیں آتی کہ یکطرفہ یہود لگے ہوئے ہیں ، سازشوں کا جال پھیلا رہے ہیں اور پوری کوششیں کر رہے ہیں اور عرب یوں لگتا ہے جیسے چابی کے سوراخ (KEY HOLE) سے باہر صرف دیکھ رہے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے اور ان کو اجازت ہی نہیں دی جا رہی کہ وہ داخل ہوں یا ان کو خود ہوش نہیں ہے ۔ بہرحال یہ کہنا کہ ساری قوم اس منصوبے میں شامل تھی یہ درست نہیں ہے ۔ لارڈ کرزن نے بڑی شدّت سے مخالفت کی ۔ وہ اس نکتے کی ، اسرائیل کے قیام کی غرض و غایت کو خوب اچھی طرح سمجھتے تھے وہ لکھتے ہیں کہ :۔

"بار بار مجھ پر یہ دباؤ ڈالا گیا کہ مَیں اسرائیل کا تاریخی تعلق فلسطین کی زمین سے قبول کر لوں ۔ لیکن مَیں جانتا ہوں کہ یہ بہت گہری سازش ہے ۔ بہت خطرناک سازش ہے ۔ بہت لمبا اثر دکھانے والی سازش ہے ایک دفعہ اگر مَیں نے اس کو تسلیم کر لیا تو پھر یہود کو روکنے کے لئے اور پابند رکھنے کے لئے ہمارے پاس کوئی عذر نہیں رہے گا ۔ اپنی ساری پرانی تاریخ دُہرا کر کہیں گے ہم نے وہاں یہ کیا تھا اس لئے آج ہمیں یہ حق ہے ۔ ہم نے فلاں زمانے میں یہ کیا تھا اسی لئے آج ہمیں یہ حق ہے ۔"[1]

چنانچہ آخر تک وہ مخالف ADAMANT رہے ہیں اس کے خلاف انہوں نے ہر ممکن کوشش کی ۔ مگر لائیڈ جارج کی کیبنٹ اندر اندر یہود کے بعض مخفی منصوبوں کے نتیجے میں، آہستہ آہستہ یہود کے دائرۂ اثر میں منتقل ہوتی رہی اور بالآخر انہوں نے پارلیمنٹ میں یہ مسئلہ پاس کروا لیا کہ یہود کو فلسطین میں اس بناء پر دوبارہ قائم کیا جائے کہ ایک HISTORICAL CONNECTION ہے وہ پہلا PHRASE جس پر بڑی سختی سے لارڈ کرزن نے اعتراض کیا تھا اُس کو چالاکی سے بدل کر صرف یہ کر دیا گیا کہ HISTORICAL CONNECTION[2] ہے اور اس کے علاوہ جو تحریر ہے وہ اَب مَیں اس وقت پڑھ کر نہیں سنا سکتا لیکن جب آپ پڑھیں گے تو حیران ہوں گے کہ بہت ہی شاطرانہ زبان استعمال کی گئی ہے تاکہ یہود کے سارے مقاصد اس سے پورے ہو جائیں ۔

اگلا حصّہ ، جب یہ ہاؤس آف لارڈز میں پیش ہوا تو برٹش ہاؤس آف لارڈز کو یقیناً ہمیں یہ حق دینا چاہیئے کہ انہوں نے پورے انصاف کا مظاہرہ کیا اور انصاف کے علاوہ ایک بہت سخت تنبیہہ کی خود اپنی قوم کو کہ تم ایسی حرکت نہ کرو ورنہ یہ بہت ہی خطرناک ظلم ہو گا جس کے دُور دُور تک اور بہت دیر تک اثرات جاری رہیں گے ۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کبھی یہ بد اثر ختم ہو بھی سکیں گے کہ نہیں ۔ چنانچہ ہاؤس آف لارڈز نے اس کو ردّ کیا اور بعد میں ہاؤس آف کامنز میں اس کو دوبارہ پیش کر کے پاس کروایا گیا ۔ ہاؤس آف لارڈز میں ایک ممبر تھے لارڈ سڈنہم (LORD SYDENHAM) انہوں نے بیلفور کا جواب دیتے ہوئے کہا :۔

"......The harm done by dumping down an alien population upon an Arab country; Arab all around in the hinterland - may never be remedied..... what we have done, is, by concessions, not to the Jewish people but to a Zzonist extreme section, to start a running sore in the East, and no one can tell how far that sore will extend."

(The origins and Evolution of the Palestine Problem page: 20 - published by United Nations NEW YORK, 1990)

کہتے ہیں کہ ، ہرگز ایسا نہ کرو ۔ ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ اجنبی لوگوں کو عربوں کے دل میں مسلّط کر دیں ، ایسے علاقے میں جہاں ارد گرد چاروں طرف عرب آبادیاں ہی ہیں ، اور اگر ایسا تم کرو گے تو عملاً وہاں ایک ایسا ناسور پیدا کر دو گے جس ناسور کی جڑوں کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کہاں کہاں پھیلیں گی اور کتنی کتنی دُور جائیں گی ۔

ماضی میں انگریزوں اور امریکہ کا انصاف

پس انگریزی قوم میں انصاف اس وقت بھی ، اب بھی ہے ۔ چنانچہ آج بھی ان کے بڑے بڑے دانشور اس مسئلے پر بڑی جرأت کے ساتھ اپنی دیانتدارانہ رائے کا اظہار بھی کر رہے ہیں ۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے سازشیں بہت گہری ہیں اور بہت حد تک یہ یہودی چنگل میں آ چکے ہیں ۔

آج امریکہ ذمّہ دار ہے لیکن اُس زمانہ میں امریکہ میں بھی انصاف تھا ۔ چنانچہ صدر وُڈرو ولسن نے ۱۹۱۸ء میں جو اصول پیش کئے اس میں انہوں نے یہ اصول پیش کیا تھا کہ "امریکہ اس اصول کو ہمیشہ سربلند رکھے گا اور اس میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہونے دے گا کہ جس علاقے کے متعلق کوئی فیصلہ کیا جا رہا ہے اس علاقے کی اکثریت کا اوّل حق ہے کہ وہ اپنی تقدیر کے فیصلے میں شامل ہو ۔ اگر وہ نہیں مانتے تو کسی کا دُنیا میں حق نہیں ہے کہ وہاں اس پر فیصلے کو ٹھونسا جائے ۔" اُس وقت امریکہ کی یہ حالت تھی ۔ چنانچہ ایک KING - CRANE کمیشن انہوں نے ۱۹۱۹ء میں بھجوایا اُس KING - CRANE کمیشن نے بھی بڑی وضاحت کے ساتھ ، بہت ہی منصفانہ رپورٹ پیش کی اور اُس میں یہ لکھا کہ ہم آپ کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ بہت بڑی طاقت کے استعمال اور بہت بڑے خون خرابے کے بغیر اسرائیل کو وہاں نافذ نہیں کیا جا سکتا ، اور یہ کیوں ایسا کیا جائے ۔ کیا اس لئے کہ دو ہزار سال پہلے یہ لوگ یہاں آباد تھے وہ لکھتے ہیں کہ :۔

اگر یہ دلیل تسلیم کر لی جائے تو دُنیا سے پھر عقل ، انصاف سب کچھ مٹ جائے گا ۔ یہ دلیل ایسی لغو ہے کہ اس کو زیرِ غور ہی نہیں لانا چاہیئے ۔

کُجا وہ زمانہ اور کُجا یہ زمانہ کہ مکمل امریکی طاقت پُوری کی پُوری یہود کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی کی طرح کھیل رہی ہے ۔ نہ کوئی انصاف ، نہ کوئی عقل ، نہ کوئی اخلاقی قدریں ، کچھ بھی باقی نہیں رہا ، تو مسلمانوں کا قصور اس میں یہ ہے کہ ان کو اپنے مفاد کے لئے بیدار مغزی کے ساتھ حالات کا جائزہ لینا چاہیئے تھا اور ان حالات میں جس طرح یہود اپنا اثر بڑھا رہے تھے ان کو بھی اپنے اثر و نفوذ کو استعمال کرنا چاہیئے تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ .... اُن میں کوئی ایسی لیڈر شپ ہی نہیں رہی جو ساری اُمّتِ مسلمہ کے مسائل پر غور کرے اور ان کو ایک زندہ جسم کے طور پر ، ایک دماغ اور ایک دل سے منسلک رکھ کر آگے چلائے ۔

جنگ کی اصل وجوہات

جہاں تک وجوہات کا تعلق ہے کہ مقاصد کیا ہیں ؟ کیوں یہ جنگ لڑی جا رہی ہے ؟ اُس کے متعلق "سوشلسٹ سٹینڈرڈ" (SOCIALIST STANDARD) اپنی دسمبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے

١-٢

(THE ORIGINS AND EVOLUTION OF THE PALESTINE PROBLEM 1917 — 1988 -- PAGE : 29
PUB. BY: UNITED NATIONS, NEWYORK, 1990)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ :-

سنڈے ٹائمز نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ مقاصد خود غرضانہ ہیں۔

چنانچہ وہ کہتا ہے :-

THE REASON WHY WE WILL SHORTLY HAVE TO GO TO WAR WITH IRAQ IS NOT TO FREE KUWAIT,

کہتا ہے: بالکل جھوٹ ہے، کویت شویت کا جو بہانہ ہے کہ اس کی آزادی کی خاطر ہم مرے جا رہے ہیں یہ سب بالکل بکواس ہے۔ THOUGH THAT

THOUGH ہاں ہو جائے تو بڑا اچھا ہے۔ کیوں نہیں IS TO BE DESIRED,

THAT IS TO BE DESIRED, ARE TO DEFEND SAUDI ARABIA, THOUGH THAT IS IMPORTANT."

"نہ ہی ہم اس غرض سے گئے ہیں وہاں یا جا رہے ہیں کہ سعودی عرب کی حفاظت کریں۔ اگرچہ یہ بھی ایک اہم بات ہے"۔

IT IS BECAUSE PRESIDENT SADDAM IS A MENACE TO VITAL WESTERN INT-ERSTS IN THE GULF, ABOVE ALL THE FREE FLOW OF OIL AT MARKET PR-ICES, WHICH IS ESSENTIAL TO THE WEST,S PROSPERITY.

(SOCIALIST STANDARD (LONDON), NOVEMBER 1990)

کہ "درحقیقت مغرب کے ان تیل کے چشموں پر جو خلیج میں بہتے ہیں حقوق ہیں اور ہم ان حقوق کی حفاظت کی خاطر جا رہے ہیں۔ اور یہ خطرہ مول نہیں لے سکتے کہ صدام حسین ان کی قیمتوں کے اتار چڑھاؤ سے کھیلے"۔

لیکن درحقیقت یہ پورا اعتراف نہیں ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ان مقاصد میں اسرائیل کو عراق کے خطرے سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کرنا اور اسرائیل پر سے یہ دھمکی دور کر دینا ہمیشہ کے لئے کہ کوئی مسلمان ملک اس کو چیلنج کر سکتا ہے، یہ ایک سب سے بڑا مقصد تھا اور ویسے اس مقصد کا تیل کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے، کیونکہ اسرائیل کے قیام کی غرض میں ایک غرض یہ بھی شامل تھی کہ مسلمان ممالک کے اوپر ایک پہریدار بٹھا دیا جائے جو جب بھی ضرورت پڑے ان کی گوشمالی کر سکے۔ جب وہ مسلمان ممالک بات نہ مانیں تو پھر ان کو سبق سکھانے والا ایک نمائندہ موجود رہے۔

جنگ کے نقصانات

اب میں آپ کو جنگ کے نفع و نقصان کا بتاتا ہوں، ۸۹٫۵ بلین ڈالر ہو چکا ہے۔ اس میں سے ۳۰ بلین ڈالر، فی یوم ایک بلین ڈالر کے حساب سے خرچ ہو رہا ہے، آج تیس۳۰ دن ہو چکے ہیں۔ اور ۹ بلین بتایا جاتا ہے کہ جنگ سے پہلے امریکہ کا خرچ ہو چکا تھا۔ دو بلین جنگ سے پہلے انگریزوں کا خرچ ہو چکا تھا، ان کا جو روز خرچ ہو رہا ہے اس کا کوئی شمار معین ابھی معلوم نہیں ہوا وہ اس کے علاوہ ہے۔

اس کے علاوہ دوسرے ممالک کو خریدنے پر جو انہوں نے خرچ کیا ہے وہ بھی جنگ کے اخراجات میں شامل ہے۔

مصر کو ۲۱ بلین قرضے معاف کئے گئے ہیں اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنی ملت اسلامیہ کے مفاد بیچنے کے لئے کتنی قیمت وصول کی ہے۔ اسرائیل کو ۱۳ بلین اب تک اس غیر معمولی صبر دکھانے کے نتیجے میں انعام کے طور پر دیا اور شاباش کے طور پر دیا گیا ہے کہ تمہارے چند سو جو زخمی ہوئے ہیں "سکڈ" سے، ان کے نتیجے میں تم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم فوری انتقام نہیں لیں گے اور جب تم سب کچھ اپنا کر بیٹھو گے۔ عراق کو پارہ پارہ کر دو گے پھر ہم آئیں گے کسی دن اور اپنی مرضی سے دل کھول کر انتقام لیں گے۔ یہ اتنا حیرت انگیز صبر کا مظاہرہ ہے کہ اس کے نتیجے میں ہم تمہیں اور باتوں کے علاوہ (جنگی ہتھیار بھی بہت دیئے گئے) ۱۳ بلین ڈالر تحفہ دیتے ہیں۔

روس کے متعلق العربیہ یا العرب ہے اخبار اس نے بیان دیا ہے۔ (انگلستان)

سے شائع ہوتا ہے۔ کہ ۳ بلین روس کو سعودی عرب نے دیا ہے، ایک بلین کویت نے دیا ہے، متفرق اس کے علاوہ ہیں، ترکی اور شام پر کچھ اخراجات انہوں نے کئے ہیں، کچھ آئندہ ان کے ساتھ جنگ کے بعد کے وعدے ہیں جن کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔

اس خرچ کے علاوہ جو ہولناک تباہی ہوئی ہے۔ کویت اور عراق میں جائیداد کی تباہی، اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے، مبصرین نے جو جائزے لئے ہیں، پچاس بلین ڈالر صرف کویت کو از سر نو تعمیر کرنے پر لگے گا۔ اور یہ اندازہ آج سے پانچ سات دن پہلے کا ہے۔ اور اندازہ لگانے والوں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ عراق پر اس سے کم سے کم دس گنا زیادہ خرچ ہو گا۔ اور جس کا مطلب یہ ہے کہ پانچ سو بلین ڈالر عراق کو اپنے آپ کو بحال کرنے کے لئے درکار ہو گا۔ تو جنگ پر جو اخراجات ہو رہے ہیں یا رشوت پر ہو رہے ہیں اُن کے علاوہ یہ اخراجات غیر معمولی طور پر زیادہ ہیں۔

اس کے علاوہ جو جانوں کی تلفی ہوئی ہے اور کثرت کے ساتھ بنی نوع انسان کو تکلیف پہنچی ہے وہ سب اس کے سوا ہے۔ تیسری دنیا کو جو نقصان اقتصادی پہنچا ہے وہ بھی سردست ۲۰۰ بلین کا اندازہ لگایا گیا ہے جو مبصرین کہتے ہیں کہ آگے زیادہ ہو گا کم نہیں ہو گا۔ یعنی اب تک ۲۰۰ بلین کا نقصان تیسری دنیا کے غریب ملکوں کو ہو چکا ہے۔

اب یہ جو حصہ ہے اس سلسلے میں ایک نقصان فضا میں آلودگی کا نقصان ہے اور سمندر میں آلودگی کا نقصان ہے۔ جو سمندر میں آلودگی شروع ہوئی تو ایک امریکن جرنیل نے اعتراف کیا اور فخر سے اعتراف کیا کہ ہم نے تیل کے چشموں پر کامیابی سے (HIT) ہٹ کیا ہے اور تیل بہنا شروع ہو گیا ہے اور دوسرے دن ہی وہ ساری کہانی بدل گئی اور کثرت سے پھر بار بار عراق پر الزام لگا کر عراق کو متہم کیا گیا کہ یہ ایسی ظالم قوم ہے کہ پرندوں تک کو نہیں چھوڑا انہوں نے ظلم میں۔ اور وہ جو COOTS اور CORMORANT اور کچھ اور مرغابیوں قسم کے جانور، بعض تو ایسے تھے جو بار بار وہی دکھاتے تھے تیل میں ڈوبے ہوئے، اور یہ ظاہر کرتے تھے کہ اس سے ان لوگوں کی صدام حسین کی ثابت سفاکی ہوتی ہے کہ کس طرح انہوں نے چھوٹے چھوٹے جانوروں تک کو بھی اپنے ظلم سے الگ نہیں رہنے دیا، باہر نہیں رکھا۔

مغربی قوموں کا دجل

اس نقصان کے مقابل پر جس سے یہ اپنی انسانی ہمدردی اور زندگی سے ہمدردی ثابت کرتے ہیں دنیا پر، ان کا دنیا کی تکلیفوں سے متعلق جو رویہ ہے وہ میں آپ پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ سب دجل ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ایک لفظ دجال میں اس زمانے کی ساری تاریخ اپنی تمام تفاصیل سے بیان فرما دی ہے۔

ایسا خوفناک دجل ہے کہ آپ حیران ہوں گے یہ سن کے کہ سالہا سال سے افریقہ بھوک کا شکار ہے اور لکھوکھہا کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے بچے، عورتیں، بوڑھے، مرد، جوان سب پنجر بن بن کر دکھ اٹھا اٹھا کر مرتے چلے جا رہے ہیں اور ان کی طرف ان کی کوئی توجہ نہیں۔ اب جنگی اخراجات کا آپ نے اندازہ سن لیا ہے۔ ساڑھے پانچ سو ۵۵۰ اس کی تعمیر نو پر خرچ اور اس سے پہلے سو بلین کے قریب دوسرے اخراجات اور دو سو بلین دنیا کے نقصانات، تو یہ ساری بات مل کر بالآخر ہزار بلین کا نسخہ ہے اس کے مقابل پر آج پچیس ملین افریقن بھوک کے نتیجے میں مرنے کے لئے تیار بیٹھا ہے اور یہ یونائیٹڈ نیشنز کا تخمینہ ہے۔ اگر ایک افریقن کو خوراک مہیا کرنے پر روزانہ دو ڈالر خرچ آئیں تو پچیس ملین افریقن کو ایک سال کے لئے، بھوک سے بچانے کے لئے صرف تقریباً ڈیڑھ بلین ڈالر چاہیئے۔ ایک بلین چھیاسٹھ لاکھ کچھ چاہیئے۔ تو آپ اندازہ کریں کہ وہ لوگ جو پچیس ۲۵ ملین انسانوں پر رحم نہیں کھاتے، جو عراق کے ۱۶ ملین انسانوں پر دولت کے پہاڑ خرچ کر کے موت برسا رہے ہیں۔ اُن کو ہمدردی ہے تو دو مرغابیوں سے ہے۔ اور شور مچایا ہوا ہے کہ یہ چند مرغابیاں مر جائیں گی۔ محض جھوٹ، محض فساد۔ انسانی ہمدردی کا کوئی شائبہ بھی ان کے اندر ہوتا تو پہلے انسانی جانوں کی قدر کرتے۔ دنیا میں بھوک سے مرنے والے غریب افریقنوں کی اور دیگر قوموں کی فکر کرتے۔ اور اقتصادی عدم توازن کو دور کرنے کی کوشش کرتے۔

اس سے آپ کو پتہ لگے گا کہ ایک بلین ہوتا کیا ہے۔ پچیس ملین کا مطلب ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اڑھائی کروڑ۔ اڑھائی کروڑ انسان پورا ایک سال عزت کے ساتھ روٹی کھا سکتا ہے تقریباً ڈیڑھ بلین میں۔ اور یہ ایک بلین روزانہ جو یہ موت برسانے پر خرچ کر رہے ہیں اور ایک بلین تو مہینے زندگی بخشنے کے لئے خرچ نہیں کر سکتے۔ اور وہ ۲۵ پچیس ملین آدمیوں کی زندگی۔

مجھے اس پر یاد آ گیا وہ قصہ۔ ایک دفعہ چرچل نے لائیڈ جارج کے پاس ایڈورڈ گرے کی سفارش کرتے ہوئے ان کی تائید میں کہا کہ آپ ان کی پوری بات نہیں سمجھ رہے۔ ان کا کوئی قصور تھا وہ ناراض تھے۔ بڑے سخت گرم تھے ان کے خلاف۔ تو چرچل نے کہا کہ دیکھیں وہ ایسا انسان ہے، ایڈورڈ گرے، کہ اگر کوئی NATSI (نازی) اس کے پاس آئے اور کہے کہ تم اگر اس پر دستخط کر دو جو میں تجویز پیش کرتا ہوں تو اس کے بدلے میں تمہاری سب بات مان لوں گا۔ یہ کر دوں گا وہ کر دوں گا۔ تمہاری جان بخشی ہوگی۔ جو کچھ بھی ہے اس نے بیان کیا مجھے معین طور پر یاد نہیں لیکن بہت بڑھا کر بتایا کہ اس کی انگلستان سے وفا اور محبت کا اندازہ کریں کہ اگر وہ (نازی) NATSI یہ پیشکش کرے تو وہ یہ جواب دے گا کہ میں اصولوں کے سودے نہیں کر سکتا۔ میں یہاں ان شرطوں پر دستخط کرنے کے لئے تیار نہیں۔ لائیڈ جارج نے فوراً چرچل کو جواب دیا کہ میں ان کو (گرے کو) سمجھتا ہوں اگر NATSI سمجھدار ہو اور وہ یہ شرطیں پیش کرنے کی بجائے یہ شرطیں پیش کرے کہ اگر تم یہاں دستخط کر دو ہماری مرضی کے مطابق تو بہتر ورنہ جو تم نے گلہریاں پالی ہوئی ہیں میں ان کو مار دوں گا تو وہ فوراً دستخط کر دے گا۔

(GREAT CONTEMPORARIES BY. WINSTON S. CHURCHILL PAGE 240, LONDON)

یعنی توازن بگڑے ہوئے ہیں۔ اور بڑی دیر سے بگڑے ہوئے ہیں۔ کتوں کی خاطر انسانوں کو ذلیل کیا جا سکتا ہے اور انسانوں کی خاطر اپنے مفادات کو قربان نہیں کیا جا سکتا۔

پس یہ ذمہ داری میں اور ارتکاب جرم پورے شریک ہیں۔ اگر آج حساب نہیں لیا جائے گا تو کل لازماً ان کا حساب لیا جائے گا۔

جو فوائد یا نقصانات ہوئے ہیں۔ نقصانات تو میں نے بیان کر دیئے ہیں لیکن کچھ اور بھی نقصانات ہیں اور فوائد بھی ہیں بعض۔

عراق کو تو یہ فائدہ پہنچا ہے کہ اس نے ایک بڑی طاقت کا تکبر توڑا ہے اور جنگ میں جانے کی وجوہات میں ایک یہ بھی وجہ بیان کی جاتی ہے اور بعض قابل مبصرین کی طرف سے کہ دراصل صدر بش اور امریکہ کو ویت نام کمپلیکس کھا گیا ہے۔ ویت نام میں بھی ایسا ہی ایک واقعہ گزر چکا تھا۔ ویت نام میں امریکنوں نے اتنی بمباری کی ہے کہ عراق سے پہلے کہیں اتنی خوفناک بمباری نہیں ہوئی تھی اور دیہات کے دیہات صاف کر دیئے۔ اس قدر زندگی تلف کی ہے، اس قدر اقتصادیات کو برباد کیا گیا ہے کہ یکطرفہ ایسا ظلم انسانی تاریخ میں کم دکھائی دیتا ہے کہ پورے بڑے وسیع ملک پر ہو رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس قوم کی عظمتِ کردار کو توڑ نہیں سکے۔ ان کا سر نہیں جھکا سکے۔ وہ قوم مرتی چلی گئی ہے اور لڑتی چلی گئی ہے لیکن امریکہ کی خدائی کے سامنے اس نے سجدہ نہیں کیا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ بالآخر ان کا عزم ٹوٹا ہے، ان کا تکبر ٹوٹا، اور اپنا مقصد حاصل کئے بغیر ان کو ویت نام خالی کرنا پڑا۔ وہ جو ویت نام کی باتیں آپ سنتے ہیں ان میں بعض دفعہ اکثر لوگوں کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ شاید AMERICAN PUBLIC OPINION امریکی رائے عامہ انسانی ہمدردی کی وجہ سے اپنی حکومت کے پیچھے پڑی ہے۔ کہ اتنی جانیں تم نے وہاں تلف کر دیں اب دوبارہ نہ کرنا، ہرگز یہ بات نہیں ہے۔ ویت نام میں ایک کروڑ آدمی مر جائیں امریکن پبلک اوپینین کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ اتنی بھی نہیں ہوگی جتنی چند مرغابیاں مرنے سے ان کو ہوئی ہے۔ لیکن امریکن جانوں کی تلفی اور امریکن تکبر کو چیلنج کرنا یہ ان کے لئے ایک ایسا روحانی عذاب بنا ہوا ہے جو یہ ہضم نہیں کر سکتے تھے۔

پس اس جنگ کی وجوہات میں یہ نفسیاتی پس منظر بھی ہے۔ امریکہ کو جو اپنا تکبر کچلا ہوا دکھائی دیتا رہا ہے آج تک یہ ان کا زخم ہرا ہے، آج تک یہ جلن سینے میں لئے پھرتے ہیں۔ تو ویت نام کا انتقام عراق سے لینا چاہتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا ہم عزم توڑیں گے اور پھر ہمیں ٹھنڈ پڑے گی۔۔۔۔۔۔

آج تک تو جو انہوں نے بد ارادے دکھائے تھے یا تکبر کی باتیں کی تھیں وہ سب جھوٹی نکلتی رہی ہیں۔

مجھے یاد ہے صدر بش نے یا ان میں سے کسی ان کے ساتھی نے یہ کہا تھا کہ ویت نام کی کیا باتیں کرتے ہو۔ اس کو ویت نام نہیں بننے دیا جائے گا۔

"IT WILL NOT BE YEARS, IT WILL NOT BE MONTHS, IT WILL NOT BE WEEKS, IT WILL BE DAYS".

کہ یہ جنگ سالوں جاری نہیں رہے گی، مہینوں جاری نہیں رہے گی۔ ہفتوں جاری نہیں رہے گی۔ دنوں کی بات ہے۔ اور اس کے بعد ہم نے صدر بش کو یہ کہتے ہوئے سنا:

"IT WILL NOT BE DAYS. IT WILL BE WEEKS. RUNING INTO MONTHS."

تو آج کا دن وہ ہے جس کے بعد Runing into Months والی ہو جائے گی۔ لیکن اس اگلی بات نے پہلی بات کو جھٹلایا ہے۔ اور صدر صدام جو باتیں کہتے رہے ہیں۔ انہوں نے شروع میں یہ کہا تھا کہ شروع میں تمہارا پلہ غالب ہوگا تم جو مرضی کرو۔ جتنا مرضی بم برسا لینا ہم پر، آخر پر جب ہم اٹھیں گے تو پھر ہم اپنا انتقام لیں گے۔ اب اس موڑ پر پہنچ کر یہ انتقام سے ڈر رہے بیٹھے ہیں، کیونکہ سارا عراق بھی نعوذ باللہ ہلاک ہو جائے تو امریکن پبلک اوپینین (امریکی رائے عامہ) پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ لیکن ہزار لاشیں وہاں سے امریکہ پہنچیں گی تو امریکن پبلک اوپینین جو ہے وہ ڈانواں ڈول ہو گی اور اس پر زلزلہ طاری ہو جائے گا۔ پس اس لئے یہ امن کی کوششیں ہیں اور اس پہلو سے صدر صدام نے جو حکمتِ عملی استعمال کی ہے۔ بڑی عمدہ اور غالب حکمت عملی ہے۔ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر جھوٹے خدا نافذ نہ ہونے دے۔

توحید کے زخم لگنے کا دکھ

دنیا میں سب سے بڑا دکھ توحید کے زخم لگنے کا دکھ ہے۔ اگر اسی طرح جھوٹے خداؤں کو خدائی کی اجازت ملتی رہی تو خدائے واحد کی عبادت کرنے والے کون آئیں گے اور کہاں رہیں گے۔ اس دنیا میں تو پھر نہیں رہ سکتے۔ پس سب سے بڑا خطرہ توحید کو ہے۔ خانہ کعبہ کو ہے۔ خانہ کعبہ کی عظمت کو ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کے خدا کی وحدت کو، توحید کو خطرہ ہے۔ خطرہ ان کے نام کو ہے۔ توحید کو تو (اللہ نے چاہا تو) کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔ لیکن خدا کی غیرت بھڑکانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی اسی قسم کی التجائیں کی تھیں کہ اے خدا! آج اس بدر کے میدان میں اگر تو نے ان مٹھی بھر عبادت کرنے والوں کو جو میرے ساتھی اور میرے عاشق اور تیرے عاشق ہیں ان کو مرنے دیا تو ۔۔۔۔۔۔۔ اے میرے آقا! ان کے بعد پھر اور کوئی تیری کبھی عبادت نہیں کرے گا۔ پس آج توحید کی عزت اور عظمت کا سوال ہے۔ اور احمدی اس بات میں سینہ سپر ہیں۔ اور کامل یقین کے ساتھ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ساری دنیا کے احمدی ایک صف کے طور پر، ایک بدن کے عضو کی طرح ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہوئے توحید کی خاطر

Once during the War when we were rather dissatisfied with the vigoure of Sir Edward Grey's policy, I, apologizing for him, siad to Mr. Lloyd George, who was hot, 'Well, anyhow, we know that if the Germans were here and Said to Grey, "If you don't sign this Treaty, we will shoot you at once," he would certainly reply, "It would be most improper for a British minister to yield to a threat. That sort of thing is not done." But Lloyd George rejoined, 'That's not what the Germans would say to him. They would say, "If you don't sign this Treaty, we will scrag all your squirrels at Fallodon." That would break him down. Arthur Balfour had no squirrels.

(Great Contemporaries page 240, by The Rt. Hon, Winston S. Churchill, C.H., M.P. Thornton Butterworth Ltd.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے آج بھی تیار رہیں۔ کل بھی تیار رہیں گے اور آئندہ بھی ہمیشہ تیار رہیں گے

آپ کو یاد ہوگا حضرت (امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ آپ کے درجات بلند کرے) فرمایا کرتے تھے کہ اگلی صدی توحید کی عظمت اور قیام اور نافذ کرنے کی صدی ہے اور یہ بالکل درست ہے، توحید کو جو خطرے آج لاحق ہوتے ہیں، درپیش ہیں، یہ ہمیں تیار کرنے کے لئے درپیش ہیں۔ ہمیں بتانے کے لئے کہ تم کتنی بڑی عظیم ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو اور کھڑے کئے گئے ہو۔

جو جنگی مقاصد ہیں اور نفسیاتی عوامل اس کے پیچھے ہیں ان کا تاریخ سے بھی بڑا گہرا تعلق ہے چونکہ میں چاہتا ہوں کہ آئندہ خطبے میں یہ بات ختم کردوں اسی لئے آج کا خطبہ تھوڑا سا لمبا کرنا پڑے گا ورنہ پھر یہ چوتھے خطبے تک بات چلی جائے گی۔

مسلمانوں سے انتقام لینے کی خواہش

ایک پس منظر اس موجودہ لڑائی کا یا اسرائیل کے قیام کا ایسا تاریخی پس منظر ہے جس کا تعلق مسلمانوں اور عیسائیوں کی تاریخی جنگوں سے ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ صلیبی جنگیں جو ۱۰۹۵ کے لگ بھگ شروع ہوئیں اور ۱۱۹۰ء یا ۱۱۹۱ میں سلطان صلاح الدین نے فلسطین پر قبضہ کیا ہے اس کے بعد پھر یہ چھڑا نہیں سکے یہ تقریباً دو سو سال تک جنگیں اسی طرح ہوتی رہی ہیں ان جنگوں میں مسلمانوں نے پہل نہیں کی بلکہ یورپ کی قوموں نے آٹھ مرتبہ تمام طاقتوں نے مل مل کر عرب مسلمانوں پر حملے کئے ہیں، کئی دفعہ ان کے پلے بھاری ہوتے رہے۔ کئی دفعہ شکست کھاتے رہے لیکن بالآخر مسلمان فلسطین تو ان کے ہاتھوں سے بچانے میں کامیاب ہو گئے۔ اور وہ زخم آج تک ان کا ہرا ہے اور وہ بھولے نہیں۔ اور اس کا گہرا صدمہ ہے کہ اتنی بڑی یورپین طاقتیں مل مل کر، بار بار حملے کرتی رہیں۔ RICHARD THE LION HEARTED (شیر دل رچرڈ) بھی گیا اور دوسرے فرانس کے بڑے بڑے جابر بادشاہ بھی گئے۔ جرمنی بھی شامل ہوا۔ بلجیئم بھی شریک ہوا لیکن ان کی کچھ نہیں بنی۔ ایک تو وہ زخم ہیں جن کے دکھ ابھی تازہ ہیں اور کچھ عثمانی سلطنت کے ہاتھوں جو ان کو بار بار زک اٹھانی پڑی اور یورپ کے بہت سے حصے پر وہ قابض رہے۔ یہ جو حصہ ہے یہ بھی ان کے لئے ہمیشہ تکلیف کا موجب بنا رہا ہے اور بنا رہے گا۔

بہر حال خلاصہ یہی ہے کہ ایک لمبا دور ہے ان کی صلیبی جنگوں کا اور سلطنتِ عثمانیہ کے عروج کا خصوصاً SOLOMON THE MAGNIFICENT یعنی سلیمان اعظم کے زمانہ میں جس طرح بار بار ان کو یورپین طاقتوں کو زک پہنچی ہے اس کی وجہ سے یہ لوگ مجبور ہوئے کہ اسلام کو اپنے لئے خطرہ سمجھیں۔ اور ان کے نفسیاتی پس منظر میں ہمیشہ یہ بات پردے کے پیچھے لہراتی رہتی ہے کہ جس طرح پہلے ایک دفعہ مسلمان ہماری جارحانہ کارروائیوں کو (جارحانہ تو نہیں کہتے لیکن واقعتاً یہی تھیں) بڑی شدت سے رد کرتے رہے ہیں آئندہ کبھی ان کو یہ موقع نہ دیا جائے کہ اس طرح یہ اپنے مفادات کی ہمارے خلاف حفاظت کر سکیں۔

یہود پر مغربی قوموں کے مظالم

ایک اور پس منظر بڑا دلچسپ اور گہرا اور بڑا دردناک ہے وہ یہ ہے کہ جب تھیوڈور ہرزل نے پہلی دفعہ یہود کی ریاست قائم کرنے کا یعنی اسرائیلی ریاست قائم کرنے کا منصوبہ پیش کیا تو اس نے جو وجہ پیش کی وہ یہ تھی کہ ہم پر ہزاروں سال سے ظلم ہو رہے ہیں اور خاص طور پر یورپ میں جو مظالم ہو رہے تھے اور فرانس میں اس سے پہلے ایک واقعہ ظلم کا ہوا تھا جب ایک یہودی کو ایک جھوٹے مقدمے میں ملوث کیا گیا۔ روفوس نام تھا غالباً اس کا، اسی سلسلے میں ہرزل فرانس پہنچا آسٹریا سے اور اتنا گہرا اس پر اس ظلم کا اثر ہوا کہ اس نے یہ تحریک شروع کی۔ تو وجہ یہ بیان کی گئی تھی فلسطین میں اسرائیلی حکومت کے قیام کی کہ ہم پر یورپ میں مظالم ہوئے ہیں۔ اس وقت کسی نے یہ نہیں سوچا کہ ظلم کہیں ہو رہے ہیں اور انتقام کسی اور سے لیا جا رہا ہے یہ کیا حکمت ہے اور فلسطین میں جانے سے ان پر مظالم کا خاتمہ کس طرح ہو جائے گا، لیکن واقعہ یہ ہے اور اس بات میں یہودی یقیناً سچے ہیں کہ عیسائی مغربی دنیا نے یہود پر ایسے ایسے دردناک اور ایسے ایسے ہولناک مظالم کئے ہیں کہ کم ہی دنیا کی تاریخ میں قوموں کی ایسی مثال ملتی ہو جن کو ہزار سال سے زائد عرصے تک اس طرح بار بار مظالم کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہو۔

اس ضمن میں چند امور آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

یہ جو صلیبی جنگیں ۱۰۹۵ء میں شروع ہوئیں یہ فرانس سے شروع ہوئیں اور فرانس کے ایک بڑے لارڈ (یہ مجھے یاد ہے BOUILLON ایک جگہ ہے فرانس میں، BOUILLON سے تعلق رکھنے والے وہ لارڈ تھے) جنہوں نے آغاز کیا ہے اور جب انہوں نے اپنی مہم شروع کی اور فرانس کے دوسرے بادشاہوں نے مل کر پہلی CRUSADE (صلیبی جنگ) کا انتظام کیا تو انہوں نے کہا کہ اتنے بڑے عظیم مقصد کے لئے کوئی صدقہ بھی تو دینا چاہیئے۔ چنانچہ GODFREY OF BOUILLON کو یہ خیال آیا کہ سب سے اچھا صدقہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقام لیا جائے اور تمام یہودیوں کو تہہ تیغ کر دیا جائے۔ پس جس طرح مسلمانوں میں قربانی کا رواج ہے کہ بڑی بڑی مصیبتوں پہ یا امور مہمہ میں پیش قدمی کرتے ہوئے پہلے کچھ صدقے دیتے ہیں اسی طرح اس عظیم مہم پر جانے سے پہلے انہوں نے نہ صرف یہ سوچا بلکہ واقعتاً فرانس میں اس طرح ظالمانہ قتل عام کروایا ہے۔ یہود کا کہاں طرح تاریخ میں کم ہی کسی نہتی قوم پر ایسا ظلم ہوا ہوگا اور یہ صلیبی جنگ کا صدقہ تھا۔ اس کے بعد سے یہ رواج بن گیا اور دو سو سال تک کے صلیبی جنگوں کے عرصے میں ہر جنگ میں جانے سے پہلے یہود صدقہ کئے جاتے تھے تو جہاں تک ظلم کا تعلق ہے وہ تو ظاہر ہے۔

پھر ردِ بلاء کے طور پر بھی صدقہ دیا جاتا ہے اس میں بھی یہ یہود کو ہی صدقہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے (بلیک ڈیتھ) BLACK DEATH کا نام سنا ہوگا جو ۱۳۴۷ء سے ۱۳۵۲ء تک (یعنی چودھویں صدی کے وسط میں) یورپ میں پھیلی تھی جو ایک نہایت ہی خوفناک طاعون کی وبا تھی۔ چین سے آئی اور رفتہ رفتہ مشرقی یورپ سے ہوتے ہوئے یہاں پہنچی۔ اس وباء میں ردِ بلاء کے طور پر انہوں نے یہود کا صدقہ شروع کیا اور بہت سی جھوٹی کہانیاں بھی ان کے خلاف گھڑی گئیں کہ یہ ان کی نحوست ہے اور ساری بلاء جو ہم پر وارد ہو رہی ہے یہ یہود کی خباثت اور نحوست کی وجہ سے ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اگر ہم نحوست کو تباہ کریں تو اس سے ہماری بلا ٹل جائے گی۔ چنانچہ آپ حیران ہوں گے یہ سن کر کہ ان گنت تعداد ہے، بیان نہیں کی جا سکتی۔ معین اعداد و شمار نہیں کہ کتنی تعداد میں یہود کو قتل کیا گیا یا زندہ اپنے گھروں میں آگ میں جلایا گیا۔ جو موٹے اعداد و شمار ہیں وہ یہ ہیں کہ ساٹھ بڑی بستیوں سے یعنی ساٹھ شہروں سے یہود کا مکمل خاتمہ کر دیا گیا۔ اور ایک سو چالیس چھوٹی بستیوں سے یہود کا مکمل خاتمہ کر دیا گیا۔ یہ دوسرا انتقام ہے یہود سے عیسائی دنیا کا۔

اور بہت سے تھے لیکن تیسرا بڑا انتقام نازی جرمنی میں ان سے لیا گیا جس کے متعلق اگرچہ اعداد و شمار کو سب محقق قبول نہیں کرتے لیکن یہود کا یہی اصرار ہے کہ چھ ملین یہود وہاں گیس چیمبرز میں مار دیئے گئے یا اور مظالم کا شکار ہوئے۔ ساٹھ لاکھ اور یہ دس سال کے عرصے میں ایسا ہوا ہے۔ تو اتنے بھیانک، اتنے خوفناک مظالم تھے، اس کا تقاضا یہ تھا کہ ان کو اپنا گھر دیا جائے یعنی یہ دلیل تھی۔

مسلمانوں کا یہود سے حسنِ سلوک

اور ان مظالم سے دوڑ دوڑ کر یہ مسلمانوں کی پناہ میں فلسطین جایا کرتے تھے یہ بھی تاریخ سے ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ مسلمانوں نے اپنے عروج کے دور میں یہود پر مظالم نہیں کئے۔ دو دفعہ صرف فلسطین پر ایسا قبضہ ہوا ہے جہاں جان، مال کی مکمل حفاظت دی گئی ہے۔ اور کسی یہودی کو یا کسی عیسائی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا گیا۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اور ایک دفعہ سلطان صلاح الدین نے جب فلسطین پر قبضہ کیا ہے اس کے سوا محققین یہ لکھتے ہیں کہ ایک بھی واقعہ ایسا نہیں کہ جب فلسطین پر کسی فوج کا قبضہ ہوا ہو اور قتل عام نہ کیا ہو۔ چنانچہ (شیر دل رچرڈ) RICHARDLION HEARTED انگریز بادشاہ نے جب (ایکدفعہ اسکا کچھ حصہ) فتح کیا تو تمام یہود مردوں عورتوں اور بچوں کو اور مسلمانوں کو ذبح کروا دیا گیا کوئی نہیں چھوڑا گیا۔

امن حاصل کرنے کا انوکھا طریق

یہ اس قوم کی عدل کی، انصاف کی اور رحم کی اور انسانی قدروں کی تاریخ ہے جس نے یہود کو مجبور کیا اور ہرزل کے دل میں خیال آیا کہ ہم امن میں نہیں ہیں۔ پس اگر امن میں نہیں تھے تو یہاں سے یا تو سارے بھاگتے لیکن یہ کیا علاج ہوا کہ سارا یورپ اسی طرح اپنے قبضے میں بلکہ یہاں قبضہ بڑھا دیا گیا اور اس کے علاوہ مسلمانوں کے دل میں جا بیٹھے۔ پس یہ کوئی علاج نہیں ہے یہ تو ویسی ہی بات ہے جیسے گدھے سے دولتی کھا کے کوئی اونٹ کی کونچیں کاٹ دے تو مارے کوئی اور بدلہ کسی اور سے اتارا جائے۔ یہ تو بہت بڑا ظلم ہے کوئی منطق اس میں نہیں ہے

عیسائی طاقتوں کے لئے میں سمجھتا ہوں ان فیصلوں میں ایک یہ بھی نفسیاتی پس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منظر بن گیا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیوں بار بار یہود پر مظالم ہوتے۔ معلوم ہوتا ہے ہر ظلم کے نتیجے میں یہود کا چونکہ یہ تاریخی مسلک ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ، وہ ضرور بدلہ لیتے ہیں۔ اس لئے ایک تاریخی سلسلہ چلا آرہا ہے۔ یہ کمزور قوموں کی طرح چھپ کر مخفی حملوں کے ذریعے بدلے لیتے ہوں گے ورنہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ دو ہزار سال تک یہ اپنی تاریخ بھولے رہیں اور اپنا مزاج بالکل فطرت سے نوچ کے نکال دیں یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ تاریخ ہمارے پاس محفوظ نہیں کہ کیا کرتے تھے۔ یہ پتہ ہے کچھ الزام ان پر ضرور لگتے تھے اور ان پر ظلم کیا جاتا تھا پس وہ مظالم جو ان پر کئے گئے ہیں وہ مغرب کو خوب یاد ہیں اور مغرب ان کے مزاج سے واقف ہے۔ شیکسپیئر کا شائلاک ان کے انتقامی جذبے کی ہمیشہ کے لئے ایک ادبی تصویر بنا بیٹھا ہے۔ ایسے حالات میں ہو سکتا ہے کہ آغاز میں تو یہ خیال نہ آیا ہو لیکن رفتہ رفتہ ان کی سوچوں میں یہ بات داخل ہو گئی ہو کہ یہود کا خطرہ اپنے سے اسلام کی دنیا کی طرف کیوں نہ منتقل کر دیا جائے اور اس سے دہرا فائدہ حاصل ہوگا۔ ایک وقت میں دو دشمن مارے جائیں گے۔

ایک لطیفہ، ہے تو بیہودہ سا مگر اسی قسم کے مزاج کا لطیفہ ہے کہ

ایک لڑکی کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کے تین دعویدار تھے۔ تین خواہشمند تھے اس سے شادی کرنے کے۔ ان میں ایک زیادہ ہوشیار تھا وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا اور دو آپس میں خوب لڑتے مرتے تھے تو کسی نے اس سے پوچھا تم تو بڑے ہوشیار ہو تم کوئی دلچسپی نہیں لے رہے اس نے کہا تم فکر نہ کرو۔ میں ایک کو دوسرے سے لڑا رہا ہوں اور نیت یہ ہے کہ وہ اس کو قتل کر دے تو میں مقتول کے حق میں اس کے خلاف گواہ بن جاؤں تو ایک قتل ہوگا دوسرا پھانسی چڑھے گا میدان میرے ہاتھ رہے گا۔ یہ لطیفہ ویسے تو لطیفہ ہی ہے لیکن عملی دنیا میں ایک بھیانک جرم کی صورت میں ہمارے سامنے ظاہر ہو رہا ہے، کھیلا جا رہا ہے۔

اور آخری سازش یہی ہے کہ یہود کو ہمیشہ کے لئے مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے، ان کو دبانے کے لئے استعمال کرتے رہو اور یہود کا غصہ جو ہمارے خلاف ہے وہ مسلمانوں پر اترتا رہے گا۔ لیکن جیسا کہ میں آئندہ بیان کروں گا یہ بڑی سخت بیوقوفی ہے مغرب کی، وہ دھوکے میں ہیں، وہ دھوکہ کھائیں گے اور اس وقت ان کو پتہ لگے گا کہ ہم کیا غلطیاں کر بیٹھے ہیں جب یہود کلیتہً اُن کے ہاتھ سے نکل چکے ہوں گے

آئندہ میں بعض مشورے دوں گا مغربی طاقتوں کو، اس صورت حال میں، اس گند سے نکلنے کے لئے جس میں مبتلا ہو بیٹھے ہیں اور واقعی دنیا میں قیام امن کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ اپنے اندر کیا تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ اور پھر یہود کو مشورہ دوں گا کہ تم اگر ان باتوں سے باز نہیں آؤ گے تو قرآن کریم نے تمہارے لئے کونسا مقدر پیش کیا ہے اور اگر تم فائدہ نہیں اٹھاؤ گے ان نصیحتوں سے تو پھر تم اس مقدر سے بچ نہیں سکتے۔

اور تیسرا عربوں اور مسلمانوں کو مشورہ دوں گا (اللہ نے چاہا تو) کہ اس نئی بدلتی ہوئی دنیا میں تمہیں کیا کردار ادا کرنا چاہیئے۔ کونسی غلطیاں کر بیٹھے ہو جن کا اعادہ نہیں ہونا چاہیئے اور آئندہ کے لئے کیا لائحہ عمل ہو۔

اور چوتھا دنیا کی مختلف قوموں کو مشورہ دوں گا کہ کس طرح جھوٹے خداؤں سے آزادی کے لئے ایک معقول اور پرامن جدوجہد کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ جاہلانہ جذباتی باتیں ہیں کہ انگریز سے نفرت کرو، امریکہ سے نفرت کرو۔ یہ ہیں ہی پاگلوں والی باتیں۔ دنیا میں نفرت کبھی کامیاب ہو ہی نہیں سکی۔ اعلیٰ اقدار کامیاب ہوتی ہیں۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت کامیاب ہوا کرتی ہے اور وہ خلق عظیم کی سیرت ہے مسلمان اگر اس سیرت کو اپنا لیں تو سب دنیا کے لئے ایک عظیم الشان نمونہ بنے گا۔ اور وہ ایک ایسی سیرت ہے جو مغلوب ہونے کے لئے پیدا نہیں کی گئی۔ کوئی دنیا کی طاقت سیرت محمدیؐ پر غالب نہیں آسکتی۔ پس اس انصاف کی سیرت کی طرف لوٹو۔ اس نمونے کو اختیار کرو تو پھر (اللہ نے چاہا تو) ساری دنیا کے مسائل طے ہو سکتے ہیں۔ اور وہ حقیقی انقلاب نو آسکتا ہے جسے ہم اس دنیا میں خدا کی عطا کردہ ایک جنت قرار دے سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو اسی طرح یہ لڑتے مرتے رہیں گے۔ اسی طرح دنیا ابتلاؤں اور فسادوں میں مبتلا رہے گی۔ لیکن اب چونکہ وقت زیادہ ہو گیا ہے اس لئے باقی باتیں آئندہ جمعہ کو (اللہ نے چاہا تو)۔۔۔۔''

خبریں

ملکی خبریں

○ کویت جانے والے پاکستانیوں کے بارے میں کویتی کونسل خانہ کراچی نے اعلان کیا ہے کہ وہ کچھ دیر صبر سے انتظار کریں اور اس سلسلے میں باقاعدہ اعلان کا انتظار کریں

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سندھ میں امن کے دعویداروں نے عوام کا سکھ اور چین چھین لیا ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو کی وہ درخواست عدالت نے مسترد کر دی ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ان کے خلاف درج شدہ تمام ریفرنسوں کی سماعت کراچی میں کی جائے۔

○ رانی پور سندھ کے قریب ڈاکوؤں نے ٹرک چھین لیا۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق نے خلیج میں جنگ بندی کے بارے میں سلامتی کونسل کی قرارداد کو تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اور اعلان کیا ہے کہ اس نے خیر سگالی کے اظہار کے طور پر دس اتحادی فوجی جنگی قیدیوں کو رہا کر دیا ہے۔ ان میں سے چھ قیدی امریکی ہیں۔ امریکی محکمہ دفاع نے ابھی ان جنگی قیدیوں کی رہائی کی تصدیق نہیں کی۔

○ کویت شہر میں گذشتہ روز پہلی بار اشیائے خورد و نوش کی تقسیم کی گئی۔ اور شہر کا رابطہ مواصلاتی سیارے کے ذریعے دوسرے شہروں اور ملکوں سے قائم کیا گیا۔

احباب محتاط رہیں

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ سجاد احمد ابن اسلام الدین صاحب سکنہ ڈنگہ۔ لالہ موسیٰ ضلع گجرات، عمران قادر باجوہ ولد عبدالقادر باجوہ ساکن دارالبرکات ربوہ اور نعیم احمد بشیر ولد بشیر احمد ساکن دارالرحمت وسطی ربوہ نے لوگوں سے مختلف کاموں کیلئے بھاری رقوم حاصل کیں اور پھر ان کا کام نہیں کیا۔ نظارت نے اصلاح احوال کی کوشش کی مگر یہ تینوں نظارت سے بھی عدم تعاون کر رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں انہیں اخراج از نظام جماعت کی تعزیر دی گئی ہے۔ یہ جہاں کہیں بھی ہوں، احباب ان کے ساتھ کسی قسم کا کاروبار کرنے اور لین دین کے معاملہ میں محتاط رہیں۔

(ناظر امور عامہ)

TIME کا حوالہ ص۳ سے آگے

But Dugan's biggest sin, in Cheney's eyes, was references to Israel's contribution to the US military effort. Dugan said that Israel had supplied the US with its latest high tech, superaccurate missiles, and that based on Jerusalem's advice that Saddam is a 'one-man show' the US had devised a plan to decapitate the Iraqi leadership beginning with Saddam, his family, his personal guard and his mistress. Such targeting, Cheney was quick to poin out, not only is politica dynamite but also 'is potentially a violation of a 1981 Executive Order signed by President Ronald Reagan flatly banning any US involvement in assassinations.
(THE TIME, October 1, 1990. USA)

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے